رمضان مبارک کے فضائل و احکام

(۲)

(از مولانا عبیداللہ صاحب)

صدقہ فطر: ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ روزہ دار مجسم نیکی ہوتا ہے اس کا جسم انسانی ہوتا ہے مگر روح فرشتوں کی زندگی گذارتی ہے نہ تو وہ غیبت کرتا ہے نہ جہالت کے کام کرتا ہے مگر پھر بھی وہ معصوم نہیں ہے اس سے غلطی اور لغزش ہو سکتی ہے گناہ اور برائی میں مبتلا ہو سکتا ہے زبان سے بیہودہ اور لغو باتیں نکل آتی ہیں۔ ظاہری ایسی حالت میں روزہ ان عیوب اور نقصانات سے منزہ اور پاک نہیں رہیگا اسی لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے روزوں کو ان نقصانات سے پاک صاف اور مقبول ہونے کیلئے ایک نہایت سہل صورت بتائی ہے جس کو اصطلاح شرع میں صدقۃ الفطر کہتے ہیں اور جو دیگر فرائض کی طرح ایک فریضہ ہے۔

صوم شہر رمضان معلق بین السماء والارض ولا یرفع الا بزکوٰۃ الفطر (ترغیب ترہیب) رمضان کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اور جب تک صدقۃ الفطر نہ ادا کیا جائے مقبول نہیں ہوتے عن ابن عباس قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر طہرۃ للصائم من اللغو والرفث الحدیث (ابوداؤد ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر فرض کیا ہے روزہ دار کے روزے کو لغو اور فحش گوئی سے پاک اور صاف کرنے کیلئے۔

صدقہ فطر کس پر فرض ہے: صدقہ فطر کی فرضیت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب ہو بلکہ جس طرح ایک دولتمند پر فرض ہے اسی طرح اس غریب پر بھی فرض ہے جس کے پاس عید کے دن اپنی اور اپنی اہل و عیال کی خوراک سے زائد اس قدر موجود ہو کہ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع غلہ دیسکے بلکہ غربا کو دوسروں کے دیئے ہوئے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اما غنیکم فیزکیہ اللہ واما فقیرکم فیرد اللہ اکثر مما اعطی ط صدقہ فطر کے ذریعہ اللہ غنی کو پاک صاف کرتا ہے اور غریب کو اس کے ساتھ جتنا اس نے دیا اس سے زیادہ واپس لوٹاتا ہے۔

معلوم ہوا صدقہ فطر امیر غریب مستطیع غیر مستطیع سب پر فرض ہے۔ ونیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر من رمضان صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین (صحیحین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو غلام۔ آزاد۔ مرد۔ عورت۔ نابالغ۔ بالغ مسلمان پر فرض کردیا ہے مگر بیوی بچوں غلاموں کا

صدقہ فطر مالک اور صاحب خانہ کو دینا ہوگا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصدقۃ الفطر عن الصغیر والکبیر والحر والعبد ممن تعولون (دارقطنی) یعنی بالغ نابالغ آزاد غلام کے نفقہ اور خرچ کا جو ذمہ دار ہو اس کو ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

اگر بیوی بچے مکان پر نہ ہوں بلکہ سفر میں ہوں تو ان کا صدقہ فطر بھی ادا کرنا ہوگا ہاں اگر کسی نابالغ لڑکی سے نکاح کیا ہے اور عدم بلوغ کے باعث رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے والدین کے یہاں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کو ادا کرنا ہوگا۔ اور وہ عورت جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نافرمانی کرکے ماں باپ کے یہاں چلی گئی ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے شوہر پر فرض نہیں ہے۔

صدقہ فطر انہی لوگوں پر فرض نہیں ہے جن پر روزے فرض ہیں بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت جیسا کہ صحیحین کی احادیث سے معلوم ہو چکا آپ نے صدقہ فطر کو طعمۃ للمساکین (مساکین کی خوراک) فرمایا پس صدقہ فطر جس طرح روزہ دار کی فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کو دور کرنے کی حیثیت سے فرض کیا گیا اسی طرح مساکین کی خوراک ہونے کی حیثیت سے بھی فرض کیا گیا ہے پس جو شخص عید کی صبح کو مسلمان ہو جائے یا جو بچہ عید کی صبح کو پیدا ہو جائے اس پر صدقہ فطر فرض ہے۔

صدقہ فطر کب ادا کرنا چاہئے

صدقہ فطر عید کی صبح کو عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہئے اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا گیا تو صدقہ فطر نہیں ادا ہوگا اور صدقہ فطر کا ثواب نہیں ملیگا بلکہ مطلق صدقہ اور خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔

فمن اداھا قبل الصلوٰۃ فھی زکوٰۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات (ابوداؤد ابن ماجہ) جس نے صدقہ فطر قبل نماز عید ادا کیا تو وہ صدقہ فطر مقبول ہوگا اور جس نے بعد نماز ادا کیا تو وہ مطلق خیرات کے حکم میں ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمر صحابی فرماتے ہیں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزکوٰۃ الفطر قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ (بخاری) آنحضورؐ نے صدقہ فطر عیدگاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔ اگر قوم کی طرف سے کوئی نظام مقرر ہے اور وہ آجکل کے زکوٰۃ اور صدقہ خور سرداروں کی طرح نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ اور صدقہ کو ان کے مصارف میں دیانتداری کے ساتھ پہنچا دینے کے لئے عید کے دو ایک دن پہلے بھیجدینا کہ وہ جمع ہوکر باقاعدہ مستحقین کو ادا کر دیا جائے جائز ہے عبداللہ بن عمر کے متعلق بخاری میں ہے کان یعطیھا للذین یقبلونھا وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین قال البخاری کانوا یعطون لیجمع لا للفقراء۔ موطا میں ابن عمرؓ کے متعلق ہے کان یبعث زکوٰۃ الفطر الی الذی یجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلثۃ قال شیخنا فی شرح الترمذی اثر ابن عمر

انما یدل علی جواز اعطاء صدقۃ الفطر قبل الفطر بیوم او یومین لیجمع للفقراء کما قال واما اعطاءھا قبل الفطر بیوم او یومین للفقراء فلم یقم علیہ دلیل انتہی۔ جمع شدہ صدقہ فطر عید کے دن مساکین وفقراء کو تقسیم کردے تاکہ وہ اس سوال سے بے نیاز ہوجائیں اور شرعی مصلحت پوری ہوجائے۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کان یامرنا ان نخرجھا قبل ان نصلی فاذا انصرف قسمہ بینھم (سعید بن منصور)

صدقہ فطر کسقدر اور کن چیزوں سے دینا چاہیئے

صدقہ فطر اس غلہ سے دینا چاہیئے جو عام طور پر وہاں کے لوگوں کی خوراک ہو اگر عام طور پر چاول کھایا جاتا ہے تو چاول دینا چاہیئے وقس علی ھذا۔ اور بغیر فرق وامتیاز کے ہر جنس سے ایک صاع حجازی دینا چاہیئے (وھو الاحوط عند شیخنا کما صرح بہ فی شرح الترمذی) لیکن وہ جنس گھٹیا نہیں ہونی چاہیئے۔ صاع حجازی یعنی صاع نبوی کی تول انگریزی سیر سے مختلف غلوں کی مختلف ہوتی ہے۔ اسلئے تعیین نہیں کی جاسکتی پس جن لوگوں نے مطلقاً تین سیر یا چار سیر یا پونے تین سیر یا سوا دو سیر لکھا ہے صحیح نہیں ہے۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کھجور۔ جو۔ پنیر منقی سے ایک صاع فی کس صدقہ فطر ادا کیا جائے لیکن گیہوں میں اختلاف ہے کہ ایک صاع دینا چاہیئے یا نصف صاع۔ گیہوں سے صدقہ فطر دینے کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ کما صرح بہ الحافظ والشوکانی والزیلعی وغیرھم ہاں اکثر صحابہ گیہوں سے نصف صاع دیئے جانے کے قائل تھے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابوسعید خدریؓ تمام اجناس سے ایک صاع دینے کے قائل تھے اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عہد نبوی میں مدینہ میں گیہوں تقریباً تھی ہی نہیں اور جب فتوحات اسلامی کا سلسلہ وسیع ہوا اور گیہوں مختلف مقامات سے آنے لگی یا صحابہ کا ایسے مقامات میں گذر ہوا جہاں گیہوں ہوتی تھی لیکن اور اجناس کے مقابلہ میں گراں تھی تو صحابہؓ نے گیہوں کو گراں سمجھکر قیمت کا خیال کرکے نصف صاع کافی سمجھا اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ گیہوں سے نصف صاع کے قائل تھے انھوں نے قیمت کا لحاظ کیا اور حضرت ابن عمرؓ اور ابوسعیدؓ خدری نے قیمت کا لحاظ نہیں کیا بلکہ صاع کی مقدار کا لحاظ کرکے بلا فرق وامتیاز ہر جنس سے ایک صاع ضروری سمجھا۔ وبہ قال مالک والشافعی واحمد واسحاق وھو الاحوط عند شیخنا ہندوستان میں گیہوں کھجور سے سستی ہے پس ہر شخص کو گیہوں سے بھی ایک صاع دینا چاہیئے ہاں اگر کسی کو ایک صاع دینے پر قدرت نہیں ہے تو نصف صاع دیدے۔

صدقہ فطر میں کیا قیمت یعنی نقد پیسہ دینا جائز ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو طعمۃ للمساکین (مساکین کی خوراک) فرمایا ہے اور ارشاد ہے اغنوھم فی ھذا الیوم (ان کو آج کے دن سوال سے بے نیاز کردو) دارقطنی اور فرمایا الدین النصیحۃ ان ہر سہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ فقراء مساکین کو غلہ کی بجائے اس کی نقد قیمت دینی جائز ہے کہ اس سے ان کی

مختلف ضرورتیں آسانی سے پوری ہوسکتی ہیں۔ بے نیازی اور ان کی خیر خواہی نقد قیمت سے اچھی طرح ہوگی پس اگر کوئی شخص کسی مقام میں فقراء مساکین کی ضرورت کا لحاظ کر کے غلہ کے بجائے نقد پیسے دیدے تو جائز ہے صدقہ فطر ادا ہوجائے گا (یہ درایت ہے ورنہ حدیث میں تو غلے ہی کا حکم ہے۔

عید الفطر

عید الفطر کی رات شرف اور بزرگی کی رات ہے اس بارے میں کئی صحابہ سے روایتیں آئی ہیں جن کو حافظ عبد العظیم منذری نے اپنی ترغیب میں ذکر کیا ہے عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی۔

عن ابی سعید الخدری نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوالفطر والنحر (صحیحین) عن عائشۃ مرفوعا من نذر ان یعصیہ فلا یعصہ (بخاری) عن عمران بن حصین مرفوعا لا وفاء لنذر فی معصیۃ (مسلم)

زوال شمس کے بعد عید کا چاند دیکھنے کی شہادت

اگر مطلع ابر آلود ہونیکی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا، اور نہ کسی جگہ سے وقت پر شہادت پہنچی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو زوال سے پہلے اگر معتبر شہادت ملجائے تو روزہ افطار کردیا چاہئے اور اسی دن عید کی نماز پڑھ لینی چاہئے اور اگر آفتاب ڈھلنے کے بعد چاند دیکھنے کی شہادت پہنچے تو روزہ اسی وقت افطار کردیا جائے لیکن عید کی نماز اسی دن نہ پڑھی جائے۔ ابو عمیر انصاری اپنے کئی صحابی چچاؤں سے روایت کرتے ہیں:۔ اھل علینا ھلال شوال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من اخر النھار فشھدوا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھم رأوا الھلال بالامس فامر الناس ان یفطروا من یومھم وان یخرجوا العید ھم من الغد (ابوداؤد نسائی وغیرہ) ابر کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہیں آیا اس لئے ہم نے روزہ کی حالت میں صبح کی آخر دن میں چند سوار آئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہادت دی کہ ہم نے چاند شام کو دیکھ لیا تھا آپ نے لوگوں کو افطار کا حکم دیدیا اور فرمایا کہ کل عید کی نماز کے لئے عید گاہ میں چلنا ہوگا۔

عید الفطر کے دن یہ امور مسنون ہیں

(۱) غسل کرنا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ عید گاہ میں جانے سے پہلے غسل کرلیا کرتے تھے (موطا مالک) ابن ماجہ عبد اللہ بن احمد بزار نے ابو رافع ابن عباس وغیرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عید کے دن غسل کرنے کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ لکن کلھا ضعیف کما صرح بہ الحافظ فی الدرایۃ (۲) عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ عیدین میں بہترین کپڑے پہنتے تھے (فتح الباری بحوالہ بیہقی وابن ابی الدنیا) (۳) بہترین خوشبو استعمال کرنا قال الامیر الیمانی فی سبل السلام یندب لبس احسن الثیاب والتطیب باجود الاطیاب فی یوم العید لما اخرجہ

الحاکم من حدیث الحسن السبط قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العیدین ان نلبس اجود ما نجد وان نتطیب باجود ما نجد۔

(۴) بلند آواز سے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارنا۔ عن ابن عمر انہ کان اذا غدی یوم الفطر ویوم الاضحی یجھر بالتکبیر حتی یاتی المصلی ثم یکبر حتی یاتی الامام (دار قطنی بیہقی) حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارتے تھے (دار قطنی) ایک حدیث میں ہے عیدین کو تکبیر کے ذریعہ زینت دو۔ (طبرانی باسناد ضعیف) وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ تاکہ اللہ کی بڑائی بیان کرو اس کی ہدایت پر اس آیت سے علما نے تکبیر مذکور پر استدلال کیا ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(۵) عیدگاہ میں پیدل جانا۔ عن علی قال من السنۃ ان تخرج الی العید ماشیا وان تاکل شیئا قبل ان تخرج اخرجہ الترمذی وفی الباب احادیث اخری ضعیفۃ لکنھا یعتضد بعضھا ببعض۔

(۶) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج یوم العید فی طریق رجع فی غیرہ (ترمذی احمد ابن حبان وغیرہم) وفی الباب احادیث اخری ذکرھا الشوکانی فی النیل۔ راستہ بدلنے کی بیس سے زیادہ حکمتیں بیان کی گئی ہیں ظاہری حکمت اسلام کی قوت اور شوکت کا اظہار ہے۔

(۷) طاق کھجوریں یا چھوہارے کھا کر عیدگاہ جانا اگر یہ نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز کھالے حضرت انس فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات ویاکلھن وترا (بخاری) یعنی آنحضرتؐ عید الفطر کی صبح کو بغیر طاق کھجوریں کھائے ہوئے عیدگاہ تشریف نہیں لیجاتے تھے۔

عورتوں کا عیدین کی نماز کیلئے عیدگاہ جانا

عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کے لئے جانا سنت ہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ جوان ہوں یا ادھیڑ یا بوڑھی۔ عن ام عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الابکار والعواتق وذوات الخدور والحیض فی العیدین فاما الحیض فیعتزلن المصلی ویشھدن دعوۃ المسلمین قالت احداھن یارسول اللہ ان لم یکن لھا جلباب قال فلتعرھا اختھا من جلبابھا (صحیحین وغیرہ) آنحضرت عیدین میں دوشیزہ جوان کنواری حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے حیض والی عورتیں جائے نماز سے الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں ایک عورت نے عرض کیا اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو آپ نے فرمایا اس کی مسلمان بہن اپنی چادر میں لیجائے۔

جو لوگ کراہت کے قائل ہیں یا جوان اور بوڑھی کے درمیان فرق کرتے ہیں درحقیقت وہ صحیح صریح حدیث کو اپنی فاسد اور باطل رایوں سے رد کرتے ہیں۔ حافظ نے فتح الباری میں اور ابن حزم نے اپنی محلی میں بالتفصیل مخالفین کے

جوابات ذکر کئے ہیں۔ ہاں عورتوں کو عیدگاہ میں سخت پردہ کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خوشبو لگائے اور بغیر بجنے والے زیوروں اور زینت کے لباس کے جانا چاہئیے تاکہ فتنہ کا باعث نہ بنیں

عید کی نماز صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں پڑھنی چاہئیے

عید کی نماز قصبہ یا شہر یا گاؤں سے باہر صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں ادا کرنی سنت ہے اور بغیر عذر کے مسجد میں یا پختہ چبوترہ پر یا چاردیواری گھیر کر مسجد کی صورت بنا کر احاطہ میں ادا کرنا خلاف سنت ہے۔ آنحضورؐ کا مصلی (عیدگاہ) صحرا میں تھا جسکو جبانہ کہتے ہیں آپ نے صرف ایک دفعہ بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد نبویؐ میں عید کی نماز پڑھی تھی اور مسجد نبوی کے اشرف مواضع اور افضل بقاع ہونے بلکہ اس کے بعض حصہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ ہونیکے باوجود بغیر عذر کبھی اس میں نماز عید نہیں ادا فرمائی۔

عید کی نماز

عید کی نماز سنت موکدہ ہے آپ نے کبھی اس نماز کو ترک نہیں فرمایا۔ جب آفتاب طلوع ہو کر روشنی پھیل جائے تو عید کی نماز کا اول وقت ہو گیا یعنی اشراق کا وقت عید کی نماز کا اول وقت ہے اور قبل زوال شمس تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔

نماز عید کے لئے اذان ہے نہ اقامت عن جابر بن سمرۃ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العیدین غیر مرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ (مسلم) نماز سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ میں سنت یا نفل پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے اسی طرح نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کا بھی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی عیدگاہ میں منبر لیجانے کا ثبوت ہے نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کہنا اور عیدگاہ میں منبر لیجانا بدعت ہے۔

عید کی نماز کا طریقہ

دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہے پھر ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے پھر سات مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سبحانک اللھم یا اللھم باعد بینی پوری پڑھے پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورۂ اعلیٰ یا سورۂ قاف پڑھے پھر اللہ اکبر پکار کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع اور سجدوں سے فارغ ہو کر تکبیر پکارتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے پھر پانچ مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سورۂ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورۂ غاشیہ یا سورۂ قمر پڑھے پھر اللہ اکبر کہکر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع سجدہ اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔

معلوم ہوا کہ عید کی نماز دو رکعت ہے اور اس کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ قرأت فاتحہ سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں گی اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے علاوہ قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں گی ھذا ھو الحق کما بینہ شیخنا فی شرح الترمذی وفی رسالتہ القول السدید اور تکبیر زوائد کے ساتھ رفع الیدین کا ثبوت کسی مرفوع صحیح حدیث سے نہیں ہے ہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تکبیر زوائد کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے پس اگر کوئی ان کی اتباع میں رفع الیدین کرے تو کر سکتا ہے۔